AL-AHQAQ **Recognized by HEC in Y-Category**
https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/8 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.4 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

تمثیل کے لسانی وبلاغتی اصول اور قرآنی اطلاقات: ایک تجزیاتی مطالعہ

Linguistic and Rhetorical Foundations of *Tamtheel* and its Quranic Applications: A Strategic Analytical Study

Dr. Hafiz Rashid Mahmood
Lecturer, Govt. Boys Inter College Panjera Kotli Ajk
Email. hafizrashidmehmood46@gmail.com
Dr. Sajjad Ahmed
Assistant Prof. Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST) Mirpur AJK, Email. sajjad.iis@musut.edu.pk
Dr. Asghar Ali Khan
Assistant Prof, Institute of Islamic Studies, Mirpur University of Science and Technology (MUST) Mirpur AJK, Email. asghar.iis@must.edu.pk

Abstract

The study presents an analytical discussion of both linguistic and rhetorical underpinnings of Tamtheel (parables or allegories) and its strategic use in the Quranic and Prophetic texts. Not aesthetic decorations, these parables are a strategic instrument to fill the gap between abstract metaphysical truths on the one hand and concrete human perception on the other hand. The paper begins with an etymological analysis of Arabic root M-Th-L (م-ث-ل), which means equality, resemblance, and moral lessons. A vital rhetorical contrast is set up between simple similes (Tashbih) and Tamtheel, which are given dynamic and holistic situations to cause psychological and philosophical changes in the reader. The paper also further classifies these parables into psychological, ideological and natural. It discusses the theatre of reality that is made by the use of parables of the fire-lighter and the rain-storm, to reveal the inner instability of hypocrites. It further examines how animal kingdom (the greed of the dog, the weight of the book-laden donkey, and the physical and social weaknesses of the spider web) can be applied in pedagogy to discuss the results of intellectual stagnation and polytheistic addictions. The study also underscores Prophetic parables, including the last brick in the palace and the single body, in describing how prophethood comes to an end and why society should be united. Finally, the paper ends by concluding that Quranic allegorical style is an all-purpose tool that can be applied to solve contemporary problems like the Google Era information overload where knowledge is sometimes available but lacking wisdom.

Keywords:

Tamtheel (Quranic Parables), Rhetorical Efficacy, Linguistic Analysis, Psychological Mapping, Social Cohesion

تمثیل کی سٹریٹجک اہمیت اور قرآنی اسلوب

قرآنِ حکیم محض احکام و قوانین کا مجموعہ نہیں، بلکہ یہ ایک ایسا معجزاتی کلام ہے جو انسانی عقل، قلب اور تخیل کے تمام نہاں خانوں کو مخاطب کرتا ہے۔ تفہیمِ حقائق اور انسانی شعور کی بیداری کے لیے قرآن نے 'تمثیل' کو ایک سٹریٹجک ٹول (Strategic Tool) کے طور پر برتا ہے۔ اس اسلوب کا بنیادی مقصد مابعد الطبیعیاتی اور غیر محسوس حقائق (Abstract Truths) کو مادی اور محسوس تمثیلات (Tangible Parables) کے ذریعے انسانی فہم کے قریب لانا ہے۔ قرآن کا یہ دعوتی اسلوب 'عبرت' اور 'نصیحت' کے فلسفے پر استوار ہے، جہاں مقصد صرف معلومات کی فراہمی نہیں، بلکہ مخاطب کے وجود میں ایک انقلاب برپا کرنا ہے۔

تمثیل کا استعمال محض ایک ادبی صنعت یا جمالیاتی ضرورت نہیں ہے، بلکہ یہ ایک تعلیمی اور دعوتی ضرورت ہے۔ جب انسانی عقل پیچیدہ نظریاتی مباحث اور فلسفیانہ گتھیوں میں الجھ جاتی ہے، تو ایک سادہ مگر جامع مثال ذہن کے بند کواڑ کھول دیتی ہے۔ قرآن نے اس اسلوب کے ذریعے حق اور باطل، ایمان اور نفاق، اور توحید و شرک کے درمیان وہ واضح لکیر کھینچ دی ہے جسے ایک عام دیہاتی سے لے کر ایک بڑا فلاسفر بھی اپنے ظرف کے مطابق سمجھ سکتا ہے۔ یہ اسلوب مخاطب کو محض ایک سامع کے مقام سے اٹھا کر 'مشاہدہ کار' کے منصب پر فائز کر دیتا ہے، جہاں وہ تمثیل کے پردے میں اپنی نفسیاتی کیفیات اور انجامِ کار کا بچشمِ خود مطالعہ کرتا ہے۔ اس علمی تمہید کے بعد، اب ہم تمثیل کے لغوی مادے اور اس کی لسانی جڑوں کی طرف متوجہ ہوتے ہیں تاکہ اس اصطلاح کی گہرائی کو سمجھا جا سکے۔

مادہ (م-ث-ل) کا لغوی و اشتقاقی تجزیہ

لسانی اعتبار سے 'تمثیل' کی جڑیں سہ حرفی مادے 'م-ث-ل' میں پیوست ہیں۔ اس مادے کا عمیق تجزیہ لغت اور بلاغت کے اماموں کے ہاں ایک وسیع علمی جہان وا کرتا ہے۔

لسان العرب میں ابن منظور رقمطراز ہیں کہ 'مثل' بنیادی طور پر 'کلمۃ تسویہ' یعنی برابری کا کلمہ ہے۔ جب ہم کہتے ہیں "ھذا مِثلہ" تو اس کا مطلب ہے کہ یہ شے اس کے بالکل برابر یا مانند ہے۔ انہوں نے یہ بھی واضح کیا کہ 'مَثل' کبھی 'عبرت' کے معنی میں بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: "فجعلنٰھم سلفاً و مثلاً للاٰخرین" [1] پس ہم نے انہیں بعد میں آنے والوں کے لیے عبرت کا نشانہ بنا دیا) [2]

راغب اصفہانی کے نزدیک مَثل اور مِثل ہم معنی ہیں، مگر ان کے استعمال کے دو پہلو ہیں: پہلا 'وصف' کے لیے اور دوسرا 'مشابہت' کے لیے۔ انہوں نے آیت "لیس کمثلہ شیء" [3] کی ایک نادر بلاغتی حکمت بیان کی ہے کہ یہاں 'کافِ تشبیہ' اور 'مثل' کا اجتماع دراصل 'تاکیدِ نفی' کے لیے ہے۔ ایک ماہر لسانیات کی حیثیت سے ہم دیکھ سکتے ہیں کہ یہاں اللہ کی ذات سے ہر طرح کی مشابہت کی نفی اس قدر مکمل ہے کہ کسی بھی درجے میں مماثلت کا تصور محال ہو جاتا ہے۔ [4]

صاحبِ 'القاموس الجدید' [5] اور 'مصباح اللغات' [6] کے مطابق 'مِثل' نظیر اور مانند کے لیے ہے، جبکہ 'مَثل' صفت، ضرب المثل اور عبرت کے لیے خاص ہے۔ اشتقاقی طور پر 'تمثال' سے مراد وہ صورت یا تصویر ہے جو کسی شے کی مشابہت میں بنائی جائے، جیسا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی قوم سے کہا تھا کہ "ماھذہ التماثیل" (یہ مورتیں کیا ہیں؟)۔ یہاں تصویر اور روحانی جمود کے درمیان ایک گہرا ربط موجود ہے۔ اسی طرح 'مثول' کا ایک معنی 'انتصاب' یا سیدھا کھڑا ہونا ہے، جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ "جو یہ پسند کرے کہ لوگ اس کے لیے 'تمثلاً'

(کھڑے)ہوں، وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے"۔

یہ لغوی بحث ثابت کرتی ہے کہ تمثیل کا مادہ صرف الفاظ کی برابری نہیں، بلکہ یہ تصویر کشی اور نفسیاتی حقیقت کے اظہار کا نام ہے۔ اس لغوی بنیاد کو سمجھنے کے بعد اب ہم تشبیہ اور تمثیل کے فنی فرق کا جائزہ لیتے ہیں۔

تشبیہ اور تمثیل کے مابین بلاغتی امتیاز

اردو اور عربی بلاغت میں تشبیہ اور تمثیل کو اکثر خلط ملط کر دیا جاتا ہے، مگر مولانا امین احسن اصلاحی اور دیگر محققین ان کے درمیان ایک نہایت لطیف اور منطقی فرق واضح کرتے ہیں۔

تشبیہ میں 'اجزاء' کی انفرادی صفت کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ جب ہم کہتے ہیں کہ 'زید شیر کی طرح بہادر ہے' تو ہماری تمام تر توجہ صرف بہادری کی صفت پر مرکوز ہوتی ہے۔ اس کے برعکس، تمثیل میں اجزاء کے بجائے 'پوری صورتِ واقعہ' یا مکمل منظر کشی کو اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ تمثیل ایک متحرک تصویر کی مانند ہے جہاں مختلف کردار، حرکات اور حالات مل کر ایک مجموعی اثر پیدا کرتے ہیں۔

اس فرق کا اثر سامع کے ادراک پر یہ پڑتا ہے کہ تشبیہ محض ایک ذہنی تقابل پیدا کرتی ہے، جبکہ تمثیل پورے فلسفے اور نفسیاتی کیفیت کو چشمِ تصور کے سامنے مجسم کر دیتی ہے۔ امین احسن اصلاحی کے بقول، تمثیل اگر صورتِ حال کی پوری تصویر پیش کر رہی ہو تو وہ 'تمثیلِ مکمل' کہلاتی ہے[7]۔ یہی وجہ ہے کہ قرآنی تمثیلات قاری کو ایک جامد خیال سے نکال کر ایک زندہ حقیقت کے روبرو کھڑا کر دیتی ہیں۔ اس نظریاتی ڈھانچے کو سمجھنے کے بعد ہم ان تمثیلات کی طرف بڑھتے ہیں جو منافقین کی نفسیاتی تہوں کو بے نقاب کرتی ہیں۔

نفسیاتی اور نظریاتی تمثیلات: منافقین اور کفار کا تذکرہ

قرآن مجید نے منافقین کی پیچیدہ نفسیاتی کیفیات اور ان کے قلبی اضطراب کو واضح کرنے کے لیے دو نہایت طاقتور اور تقابلی تمثیلات پیش کی ہیں:

1۔ **آگ جلانے والے کی تمثیل**: ان کی مثال اس شخص جیسی ہے جس نے اندھیرے میں آگ جلائی، مگر جیسے ہی ماحول روشن ہوا، اللہ نے ان کا نور سلب کر لیا۔ سید قطب 'فی ظلال القرآن' میں اس کی تشریح کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ یہ ان منافقین کی تصویر ہے جو اسلام کے نور سے وقتی فائدہ (امن و غنیمت) تو حاصل کرتے ہیں، مگر ایمان ان کے دلوں میں راسخ نہیں ہوتا۔ آگ میں روشنی کے ساتھ جلانے کا مادہ بھی ہوتا ہے؛ جب اللہ نے ان کی روشنی چھین لی تو اب صرف جلن اور تپش باقی رہ گئی[8]۔ یہ ان کے اس انجام کی طرف اشارہ ہے جہاں دنیاوی فوائد ختم ہو جائیں گے اور صرف اخروی عذاب باقی رہ جائے گا۔

2۔ **بارش میں پھنسے ہوئے کی تمثیل**: یہ ان منافقین کا نقشہ ہے جو شک اور تذبذب (Indecisiveness) کا شکار ہیں۔ تیز بارش، گرج اور چمک کے درمیان جب بجلی چمکتی ہے تو وہ چند قدم چل لیتے ہیں، مگر جوں ہی اندھیرا ہوتا ہے، وہ ساکت کھڑے رہ جاتے ہیں۔ حافظ ابن کثیر اور مولانا عبد الرحمان کیلانی کے مطابق، یہاں 'بارش' سے مراد اسلامی احکامات ہیں، 'گرج اور کڑک' سے مراد وہ آزمائشیں اور مشکلات ہیں جو غلبہِ دین کی راہ میں آتی ہیں، جبکہ 'بجلی کی چمک' سے مراد وہ فتوحات اور کامیابیاں ہیں جو مسلمانوں کو حاصل ہوتی ہیں[9]۔ منافق کی نفسیاتی کیفیت یہ ہے کہ وہ ہر کڑک پر موت کے ڈر سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتا ہے (حذر الموت)۔ یہ 'قلق اور اضطراب' ان کی اس خفیہ نفسیاتی صورتِ حال کا آئینہ ہے

جہاں وہ حق کو پہچاننے کے باوجود دنیاوی مفادات کی وجہ سے ٹھٹک کر کھڑے ہیں۔

یہ تمثیلات ثابت کرتی ہیں کہ منافقانہ رویہ دراصل ایک معطل انسانیت کی عکاسی ہے جو 'صُمٌّ بُکْمٌ عُمْیٌ' (بہرے، گونگے، اندھے) کے مصداق حق کی طرف لوٹنے کی صلاحیت کھو چکی ہے۔ اب ہم انسانی رویوں سے ہٹ کر حیوانات کی ان تمثیلات کا مطالعہ کریں گے جہاں فطرت کے ادنیٰ مظاہر سے اعلیٰ اخلاقی نتائج کشید کیے گئے ہیں۔

عالمِ حیوانیت کی تمثیلات اور ان کے فلسفیانہ دروس

قرآن مجید نے حق بات بیان کرنے کے لیے چھوٹی یا حقیر چیزوں کی مثال دینے سے کبھی جھجک محسوس نہیں کی، کیونکہ اصل مقصد 'حقیقت کی وضاحت' ہے۔ عالمِ حیوانیت سے لی گئی تمثیلات میں 'نتائج (Outcomes)' پر گہری توجہ دی گئی ہے۔

1. **کتا (کلب): حرص اور علمی پستی کا المیہ** سورہ الاعراف میں اس عالم کی تمثیل کتے سے دی گئی ہے جو علم رکھنے کے باوجود پستی میں گر جائے۔ شیخ سعدی (تفسیر السعدی) اور امین احسن اصلاحی کے مطابق، کتے کی جبلت ہے کہ اس پر بوجھ ڈالا جائے یا نہ ڈالا جائے، وہ ہر حال میں زبان لٹکائے ہانپتا رہتا ہے۔ یہ اس حریص انسان کا نفسیاتی تجزیہ ہے جس کی 'حرصِ دنیا' کسی حال میں ختم نہیں ہوتی۔ ایسا شخص جس کی نکیل دنیا کے ہاتھ میں ہو، وہ کبھی مطمئن نہیں ہوتا۔ یہ مثال ان علماء کے لیے ایک تنبیہ ہے جو آیاتِ الٰہی کو دنیاوی مفادات کی خاطر پس پشت ڈال دیتے ہیں اور ان کی فطرت کتوں کی جبلت میں ڈھل جاتی ہے۔[10]
2. **گدھا (حمار): علم بغیر عمل کا بوجھ** سورہ الجمعہ میں حاملینِ کتاب (یہود) کی مثال اس گدھے جیسی دی گئی ہے جس پر کتابوں کا بوجھ لدا ہو۔ مفتی محمد شفیع[11] اور سید قطب[12] کے مطابق، گدھا بوجھ تو اٹھاتا ہے مگر اس علم کی حکمت سے بے بہرہ رہتا ہے۔ یہ تمثیل 'علم بغیر عمل' کی شناعت کو واضح کرتی ہے۔ گدھے کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ وہ جانوروں میں بے وقوفی کی علامت سمجھا جاتا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لیے ایک المیہ ہے جو علم و فضل کے دعویدار تو ہیں مگر ان کے عمل میں کتابِ الٰہی کا کوئی اثر موجود نہیں[^8]۔
3. **مکڑی (عنکبوت): باطل سہاروں کی سماجی اور فیزیکل نزاکت** شرک اور باطل سہاروں کی کمزوری کو 'تارِ عنکبوت' سے تشبیہ دی گئی ہے۔ مولانا عبدالرحمان کیلانی[13] اور ڈاکٹر ذاکر نائیک[14] کے سائنسی و ایمانی جائزے کے مطابق، مکڑی کا گھر نہ صرف جسمانی طور پر دنیا کا کمزور ترین گھر ہے، بلکہ اس کی سماجی ساخت بھی انتہائی بودی ہے۔ مادہ مکڑی اکثر نر کو مار دیتی ہے اور بچے ماں کو؛ یعنی وہاں کوئی وفاداری نہیں ہوتی۔ اسی طرح اللہ کے سوا بنائے گئے معبود آزمائش کے وقت رائی برابر سہارا نہیں دے سکتے[^9]۔
4. **مکھی اور مچھر (ذباب و بعوضہ): الٰہی حکمت اور انسانی عاجزی** اللہ تعالیٰ نے واضح فرمایا کہ وہ مچھر یا اس سے بھی حقیر چیز کی مثال دینے سے نہیں شرماتا کیونکہ تخلیق کے اعتبار سے مچھر اور ہاتھی برابر کے اعجاز ہیں۔ مکھی کی مثال کے ذریعے معبودانِ باطلہ کی عاجزی اس طرح ثابت کی گئی کہ اگر مکھی ان سے کچھ چھین لے (سلب) تو وہ اسے واپس لینے (استنقاذ) کی قدرت بھی نہیں رکھتے۔ "ضعف الطالب والمطلوب" (مانگنے والا اور جس سے مانگا گیا، دونوں ہی کمزور ہیں)[15]۔ یہ تمثیل توحید کے اثبات اور شرک کی بیخ کنی کے لیے حتمی دلیل ہے[^10]۔

یہ حیوانی تمثیلات ثابت کرتی ہیں کہ جب انسان اپنی فطرتِ سلیمہ سے انحراف کرتا ہے تو وہ اشرف المخلوقات کے منصب سے گر کر ان جانوروں کی صف میں شامل ہو جاتا ہے جن کی زندگی صرف حیوانی تقاضوں تک محدود ہے۔ اب ہم ان تمثیلات کی طرف رخ کرتے ہیں جو نبوی ﷺ اسلوب میں سماجی وحدت کا تصور پیش کرتی ہیں۔

تمثیلاتِ نبوی ﷺ: ختمِ نبوت اور جسدِ واحد کا تصور

احادیثِ مبارکہ میں تمثیلی اسلوب نے پیچیدہ سماجی اور نظریاتی تصورات کو نہایت سہل اور دلنشین بنا دیا ہے۔

- **قصرِ نبوت کی آخری اینٹ:** آپ ﷺ نے نبوت کے تسلسل کو ایک عالی شان محل سے تشبیہ دی جو مکمل تھا مگر اس کے کونے میں ایک اینٹ کی جگہ خالی تھی۔[16] آپ ﷺ نے فرمایا کہ "وہ آخری اینٹ میں ہوں"۔[17] یہ تمثیل بصری منطق (Visual Logic) کے ذریعے ختمِ نبوت کے تصور کو ایک عمارت کی تکمیل کی طرح مستحکم کر دیتی ہے جہاں کسی نئی اینٹ کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔[11]

جسدِ واحد کا تصور: مومنین کی مثال ایک جسم کی مانند دی گئی ہے کہ اگر جسم کے ایک حصے میں تکلیف ہو تو پورا جسم بیداری اور بخار میں شریک ہوتا ہے۔[18] امام نووی[19] اور مولانا نعمانی[20] کے مطابق، یہ تمثیل سماجی وحدت (Social Cohesion) کو ایک نامیاتی حقیقت (Organic Reality) بنا کر پیش کرتی ہے۔ یہ صرف ایک جذباتی اپیل نہیں بلکہ ایک عملی ضابطہ ہے کہ امت کا ہر فرد دوسرے کی تکلیف کو اپنا درد سمجھے[12]۔

ان احادیث کے ذریعے رسالت کی تکمیل اور سماجی وحدت کے تصور کو انسانی ذہن میں ایک زندہ اور متحرک حقیقت کے طور پر راسخ کر دیا گیا ہے۔

قرآن مجید میں مذکور انعام وطیور وہجوانواع کے تمثیلی تذکرے کے اہداف ومقاصد

مشرکین کے شکوک وشبہات کارد:

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَسْتَحْيٖٓ اَنْ يَّضْرِبَ مَثَلًا مَّا بَعُوْضَةً فَمَا فَوْقَهَا ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فَيَعْلَمُوْنَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّهِمْ ۚ وَاَمَّا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فَيَقُوْلُوْنَ مَاذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِهٰذَا مَثَلًا ۘ يُضِلُّ بِهٖ كَثِيْرًا ۙ وَّيَهْدِیْ بِهٖ كَثِيْرًا ۭ وَمَا يُضِلُّ بِهٖٓ اِلَّا الْفٰسِقِيْنَ [21]

"بے شک اللہ نہیں شرماتا اس بات سے کہ کوئی مثال بیان کرے مچھر کیا اس چیز کی جو اس سے بڑھ کر ہے، سو جو لوگ مومن ہیں وہ اسے اپنے رب کی طرف سے صحیح جانتے ہیں اور جو کافر ہیں سو کہتے ہیں اللہ کا اس مثال سے کیا مطلب ہے، اللہ اس مثال سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے ہدایت کرتا ہے، اور اس سے گمراہ تو بدکاروں ہی کو کیا

کرتا ہے۔"

مفسر تفسیر "احسن البیان فی تفسیر القرآن" میں اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں کہ۔

"کہ عقل و بلاغت کا تقاضا یہ ہے کہ حقیر و ذلیل چیزوں کی حقارت اور ذلت ظاہر کرنے کے لئے ویسی ہی حقیر اور ذلیل چیزوں سے مثال دی جائے۔اس لئے اللہ تعالیٰ ایسی چیزوں کے ذکر سے نہیں شرماتا ایسے شکوک و شبہات صرف انہی لوگوں کو پیدا ہوتے ہیں جن کی سمجھ بوجھ کفر کی وجہ سے ختم ہوگئی ہے اہل ایمان ایسے شبہات میں مبتلا نہیں ہوتے اور جو لوگ ان مثالوں کو سن کر ان میں غور وفکر کرتے ہیں ان کے لئے یہ مثالیں مزید ھدایت اور راہنمائی کا سامان پیدا کرتی ہے۔"[22]

قلوب ونفوس کی آزمائش:

سید قطب شہید رقم طراز ہیں

"تمثیل تو ایک پیرایہ اظہار ہوتا ہے۔اور اس کی غرض وغائیت صرف یہ ہوتی ہے کہ اس کی مدد دے مدعا کو اچھی طرح کھول کر ذہن نشین کرایا جائے۔یہ نہ ہو کہ جس چیز سے تشبیہ دی جارہی ہے وہ کوئی عظیم الشان چیز ہی ہو ضرب الامثال میں کوئی چیز ایسی نہیں ہے جس کا تذکرہ معیوب ہوں بلکہ ان تمثیلات کے بیان کے ذریعے تو اللہ تعالیٰ دلوں کو آزماتا اور نفوس کو پرکھنا چاہتا ہے۔(مزید لکھتے ہیں) یہ اللہ کا قانون قدرت ہے کہ وہ انسانوں کو امتحان اور ابتلا میں ڈالتا ہے اور بہتوں کو راہ راست دکھاتا ہے اور گمراہی میں انہی کو مبتلا کرتا ہے جو فاسق ہیں۔[23]

مومنین کے ایمان میں اضافہ اور کفار کی ناسمجھی:

اھل ایمان اپنے ایمان کی بدولت اللہ عزوجل سے اس طرح ھدایت لیتے ہیں جس طرح اس کی شان ہے نیز وہ جانتے ہیں کہ ان تمثیلوں میں کیا حکمت پوشیدہ ہے۔ان کا دل نور (ایمان) سے لبریز ہے ان کی روح حساس ہے ان کا دل و دماغ اس ھدایت کے لئے کھلا ہے اور جو ماننے والے نہیں ہیں وہ انہیں سن کر کہنے لگتے ہیں ایسی تمثیلوں سے اللہ کو کیا سروکار ہے؟ یہ اس شخص کا سوال ہے جس کی نظروں سے اللہ کا نور اور اس کی حکمت اوجھل ہے۔جو سنت الٰہی اور تدبیر الٰہی کو نہیں جانتے ایسا سوال وہ لوگ کرتے ہیں۔جن لوگوں کے دلوں میں اللہ کا کوئی احترام نہیں ہوتا۔ان کی روش پر تحدید اور تنبیہ کی صورت میں انہیں جواب دیا جاتا ہے کہ ان تمثیلوں کے پیچھے اللہ کی ایک خاص تدبیر کام کررہی ہے۔یہ تمثیلیں لوگوں کی تقدیر کا فیصلہ کررہی ہیں۔[24]

یہی لوگ درحقیقت فلاح پانے والے ہیں جبکہ "یضل بہ کثیرا" میں قرآن میں اعتراض کرنے والے،اس کے احکام سے کج روی اختیار کرنے والے،کفر وظلم کرنے والے اور فاسقین شمار ہیں۔اور یہی لوگ درحقیقت خسارہ اٹھانے والے ہیں دنیا میں بھی اور بالخصوص آخرت میں ابدی خسارہ انکا مقدر ہوگا۔

عقیدے کی اصلاح:

جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور کارساز تجویز کررکھے ہیں ان لوگوں کی مثال کو مکڑی سے بیان کیا گیا ہے۔چناچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

مَثَلُ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَوْلِيَآءَ كَمَثَلِ الْعَنْكَبُوْتِ ۚ اِتَّخَذَتْ بَيْتًا ۭ وَاِنَّ اَوْهَنَ الْبُيُوْتِ

لَبَيْتُ الْعَنْكَبُوْتِ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ۞ اِنَّاللّٰهَيَعْلَمُمَايَدْعُوْنَمِنْدُوْنِهٖمِنْشَيْءٍ ۚ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۞ وَتِلْكَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ ۚ وَمَا يَعْقِلُهَآ اِلَّا الْعَالِمُوْنَ [25]

ان لوگوں کی مثال جنھوں نے اللہ کے سوا حمایتی بنا رکھے ہیں مکڑی کی سی مثال ہے، جس نے گھر بنایا، اور بے شک سب گھروں سے کمزور گھر مکڑی کا ہے، کاش وہ جانتے۔ بے شک اللہ جانتا ہے جسے وہ اس کے سوا پکارتے ہیں، اور وہ غالب حکمت والا ہے۔ اور یہ مثالیں ہیں جنہیں ہم لوگوں کے لیے بیان کرتے ہیں، اور انہیں وہی سمجھتے ہیں جو علم والے ہیں۔

مفسر تفسیر مظہریؒ اس آیت کی تفسیر میں بیان فرماتے ہیں

"تمام گھروں سے کمزور اور گرمی سردی سے اس کی نسبت کم بچانے والا اور کوئی گھر نہیں کاش وپ علم کی طرف رجوع کرتے تو یقینا جان لیتے کہ یہی ان کی مثال ہے اور ان کا دین ومذھب اس سے بھی زیادہ کمزور ہے"[26]

مادیت اور دوحانیت کا توازن برقرار رکھنا:

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهَاَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَ اتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْ ۚ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَا ۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [27]

"اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا، اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا، اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو یہ حالات بیان کر دے شاید کہ وہ فکر کریں"۔

یعنی اگر وہ دین پر عمل کرتا رھتا تو اس میں بھی اس کو بڑی عزت ملتی وہ کمال کی چوٹیوں تک پہنچتا اور آخرت میں بلند درجات تک جا پہنچتا جیسا کہ فرمان عالی شان ہے۔

وَلِكُلٍّ دَرَجٰتٌ مِّمَّا عَمِلُوْا ۭ وَمَارَبُّكَبِغَافِلٍعَمَّا يَعْمَلُوْن [28]

"اور ہر ایک کے لئے اس کے عمل کے مطابق درجات ہیں۔ اور تمہارا رب غافل نہیں اس سب سے جو وہ کرتے پھر رہے ہیں۔"

یعنی اس کے عمل کے مطابق اس کی درجے بلند ہوتے رھتے۔

اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ [29]

"اور وہ لوگ جو علم دیئے گے ت ان کے لئے بلند درجے ہیں"

لیکن جب کوئی اس علم کی قدر نہیں کرتا اس پر عمل نہیں کرتا تو پھر وہ دنیا میں بھی ذلیل وخوار ہو جاتا ہے یعنی علم تو بلند کرتا ہے لیکن جو عالم خواہش نفس پر چلے تو وہ نیچے کی طرف گر جاتا ہے۔ جیسا کہ اس نے اس کے برعکس عمل کیا اور اللہ کی عطا کردہ علم سے روگردانی کر دی۔

بجائے اس کے کہ وہ اللہ کے عطا کردہ علم پر عمل کر کے ترقی کی منازل طے کرتا وہ زمیں کیساتھ چمٹ گیا یعنی وہ اپنی خواہشات کی طرف لپکا اور لذتوں میں اس حد تک آگے بڑھ گیا کہ اس نے اپنی زندگی کا مقصد صرف دنیا حاصل کرنا بنالیا اور یہ بدترین صورت ہوتی ہے کہ اللہ کسی کو دین کا علم دے اور وہ علم رکھتے ہوئے جانتے بوجھتے ہوئے دنیا کے پیچھے بھاگنا شروع کر دے۔ اور دنیا کی لذتوں کو پانے کے لئے ہر حرام کام شروع کر دے یعنی حلال حرام کی پرواہ کرنا اور جائز ناجائز کی تمیز ہی چھوڑ دے۔

اغراض دنیا کے پیچھے بھاگنے والا باعث عبرت:

چنانچہ ایسے شخص کی مثال جس نے اپنے نفس کو ہی الہ اور دنیا کی اغراض کو ہی اپنا مقصد و محور بنالیا ہو تو ایسے شخص کو اللہ تعالیٰ نے کتے سے تشبیہ دیتے ہوئے یوں بیان فرمایا ہے کہ

وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلٰكِنَّهٗۤ اَخْلَدَ اِلَى الْاَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُۚ فَمَثَلُهٗ كَمَثَلِ الْكَلْبِۚ اِنْ تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ اَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَثْؕ ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيَاتِنَاۚ فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ [30]

"اور اگر ہم چاہتے تو ان آیتوں کی برکت سے اس کا رتبہ بلند کرتے لیکن وہ دنیا کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہش کے تابع ہو گیا، اس کا تو ایسا حال ہے جیسے کتا، اس پر تو سختی کرے تو بھی ہانپے اور اگر چھوڑ دے تو بھی ہانپے، یہ ان لوگوں کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا، سو یہ حالات بیان کر دے شاید کہ وہ فکر کریں"۔

تو اس سے معلوم ہوا کہ ایسا انسان جو دین چھوڑ کر چاہے ایمان سے کفر کی طرف مرتد ہو جائے، چاہے علم حاصل کرنے کے بعد عمل نہ کرے یا وہ علم کی بلندیوں پر پہنچ کر انتہائی حقیر خواہشات کی طرف پلٹ جائے یعنی کسی بھی صورت میں اس کا واپس پلٹنا اس کے لئے زندگی کو عذاب اور مشقت بنا دیتا ہے۔ ایسا نہیں کہ وہ خواہشات کے پیچھے لگ کر بہت ہی سکون میں ہوتا ہے بلکہ ساتھ ہی اس کا عذاب بھی شروع ہو جاتا ہے۔ جس طرح کتے کی یہ پریشانی اور مشقت کبھی منقطع نہیں ہوتی ایسے ہی اس انسان کے اندر بھی ایسی ہی اذیت اور تکلیف ہوتی ہے جو موت کے بعد بھی اس کا پیچھا نہیں چھوڑتی۔ اللہ تعالیٰ کا اس مثال کو بیان کرنے کا ایک بڑا مقصد اغراض دنیا کے پیچھے بھاگنے والوں کا انجام بیان کرنا بھی ہے تا کہ دوسرے لوگ اس سے عبرت حاصل کریں اور اپنے آپ کو اس انجام سے بچا سکیں۔

قرآنی تمثیلات کا اصلاحی وانقلابی اسلوب

حاصلِ کلام یہ ہے کہ قرآنی اور نبوی تمثیلات محض ادبی پیرائے یا محض جمالیاتی آرائش نہیں ہیں، بلکہ یہ 'اصلاحِ انسانی' کا ایک جامع، انقلابی اور سٹریٹجک اسلوب ہیں۔ تمثیل کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے 'غیر محسوس' حقائق کو 'محسوس' بنا کر انسانی شعور کا اٹوٹ حصہ بنا دیا ہے۔ یہ اسلوب قرآن کو ایک جامد کتاب کے بجائے 'حقیقت کے تھیٹر (Theatre of Reality) ' میں تبدیل کر دیتا ہے جہاں انسان اپنے ہر عمل کا انجام ایک جیتی جاگتی تصویر کی صورت میں دیکھتا ہے۔

یہ تمثیلات انسان کو کائنات میں تفکر و تدبر کی دعوت دیتی ہیں اور اسے خبر دار کرتی ہیں کہ اگر وہ علم و عقل کے باوجود حق سے روگردانی کرے گا تو اس کا انجام کتے کی حرص، گدھے کی بے وقوفی یا مکڑی کے گھر جیسی بے ثباتی کے سوا کچھ نہ ہوگا۔ قرآنی تمثیلات کا یہ اصلاحی اسلوب آج بھی انسانی معاشرے کی تعمیرِ نو کے لیے اتنا ہی موثر ہے جتنا چودہ سو سال پہلے تھا، کیونکہ یہ انسانی فطرت کے عالمگیر قوانین پر مبنی ہے۔

تمثیلِ قرآنی کی ہمہ گیریت اور اعجاز اس حقیقت میں پنہاں ہے کہ یہ "ایجازِ قرآن" کی وہ صورت ہے جو "موقتذائے حال" کے مطابق چودہ سو سال پہلے کے بدو کے لیے بھی اتنی ہی مؤثر تھی جتنی آج کے جدید سائنسی ذہن کے لیے بصیرت افروز ہے

قرآنی و نبوی تمثیلات کا مطالعہ ہمیں عصرِ حاضر کے سنگین نفسیاتی اور سماجی مسائل کا حل فراہم کرتا ہے:

- **علمی اصلاح اور انفارمیشن دھماکہ**": کتابیں لادے ہوئے گدھے" کی تمثیل موجودہ دور کے "گوگل ایرا (Google Era) " پر صادق آتی ہے، جہاں انسان کے پاس گیگا بائٹس میں ڈیٹا تو موجود ہے مگر "حکمت" اور "عمل" غائب ہے۔ صرف معلومات کا بوجھ اٹھانا انسان کو "عالم" نہیں بلکہ تمثیلی اعتبار سے "حمار" بناتا ہے۔
- **نفسیاتی اطلاق**: آج کا انسان "باؤلے کتے" کی طرح بے لگام خواہشات (Consumerism) کا شکار ہے۔ حرصِ مادی نے اسے دائمی اضطراب میں مبتلا کر رکھا ہے۔ حل یہ ہے کہ وہ "شجرِ طیبہ" کی طرح اپنی جڑوں کو ایمانِ راسخ میں پیوست کرے۔
- **سماجی استحکام**": مکڑی کے جالے" کی تمثیل ہمیں متنبہ کرتی ہے کہ عارضی مادی ذرائع اور باطل نظریات پر اندھا اعتماد معاشرے کو بکھیر دیتا ہے۔ پائیدار معاشرے کے لیے "جسدِ واحد" کا نبوی ماڈل ناگزیر ہے۔

کلیدی پیغامات کا خلاصہ:

- تمثیل محض ادبی صنعت نہیں بلکہ معانی کو محسوس بنانے کا مؤثر ترین تدریسی اسلوب ہے۔
- نیت کا اخلاص ہی عمل کو "شجرِ طیبہ" کی طرح بارآور بناتا ہے، جبکہ ریاکاری عمل کو "چکنے پتھر" کی طرح بنجر کر دیتی ہے۔
- علم کے تقاضے (عمل) پورے نہ کرنے والا عالم، کائناتی تمثیل میں حیوان کے درجے پر گر جاتا ہے۔
- کائنات کی چھوٹی سے چھوٹی مخلوق (مچھر / مکھی) بھی خالق کی قدرت اور وحدانیت کا شاہکار ہے

مصادر و مراجع

- القرآن
- الحدیث
- نعمانی، عبد الرشید، مولانا، لغات القرآن، جلد 2، عمر فاروق اکیڈمی لاہور
- اصفھانی، امام راغب، مجمع مفردات الفاظ القرآن، جلد 4، اھل حدیث اکادمی لاہور
- ابن منظور، لسان العرب، ج، 11، ناشر ادب الحوزۃ 1405ھ

- کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، مولانا، القاموس الجدید،، ادارہ اسلامیات پبلشرز،
- معجم مفردات الفاظ القرآن
- کیلانی، عبد الرحمان، مولانا، مفردات القرآن،، مکتبہ السلام
- عبد الحفیظ، مولانا، مصباح الغات، میر محمد کتب خانہ، 1950،
- مناع القطان، خلیل، مباحث فی علوم القرآن، اسلامک پبلشنگ ھاؤس، االطبعۃالثانیہ والعشرون، 1987
- اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، جلد 1، فاران فاؤنڈیشن
- الازھری، پیر کرم شاہ، ضیاالقرآن، ج، 1، ضیاالقرآن پبلیکیشنز، 1402ء
- پانی پتی، محمد ثناءاللہ، تفسیرِ مظہری، ج، 1 ایچ۔ ایم سعید کمپنی، ادب منزل پالستان چوک کراچی،
- مودودی، ابو الاعلیٰ، سید، ترجمہ قرآن مجید مع مختصر حواشی، ادارہ ترجمان القرآن لاھور، طبع جدید: نومبر 2015
- الجوزی، ابن القیم، اعلام الموقعین، ج، 1، اھل حدیث اکادمی لاہور، طبع ثانی 1976ء
- السعدی، عبد الرحمان بن ناصر، تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان، ج، 1، دارالسلام
- ابن کثیر، ابو الفداء عماد الدین، حافظ، تفسیر ابن کثیر، ج، 1،، ریاض، 1428ھ،
- شہید، سید قطب، فی ظلال القرآن، ج، 1، ادارہ منشورات اسلامی، طبع چہارم، اکتوبر 1998ء
- مکمل بیان القرآن، ج، 1، میر محمد کتب خانہ
- اثری، عبد الکریم،، عروۃ الوثقیٰ، ج، 1، ص، مکتبہ الاثریۃ، دسمبر 1994ء
- قادری، ابو الحسنات سید احمد، تفسیر الحسنات، ج، 1، ضیاالقرآن پبلیشرز
- مولانا الحاج محمد احمد، درس قرآن، ج، 1،، ادارہ اشاعت القرآن
- عبد اللہ بن عباس، ابو طاہر محمد بن یعقوب، تفسیر ابن عباس، ج، 1،، مکی دارالکتب،
- الحقانی، ابو محمد ابو الحق، دھلوی، تفسیر حقانی، ج، 4 المکتبہ العزیزیہ
- آزاد، ابو الکلام، احمد، تفسیر ترجمان القرآن، ج، 2، اسلامی اکادمی، جولائی 1976ء
- پیر کرم شاہ، ضیاالقرآن، ج، 2،، ضیاالقرآن پبلیکیشنز، جمادی الثانی 1402ء،
- نعمانی، محمد منظور، مولانا، معارف الحدیث، ج، 8، عمر فاروق اکاڈمی،
- امجدی، مفتی محمد شریف الحق، نزھۃ القاری، شرح صحیح بخاری، کتاب العلم، ج، 1، فرید بک سٹال، طبع ثانی، دسمبر 2008،
- ابو الاعلی مودودی، تفہیم الاحادیث، ج، 6،، ادارہ معارف السلامی، اشاعت دوم، دسمبر 2004،
- السیوطی، جلال الدین عبد الرحمان بن ابی بکر، مترجم: پیر محمد کرم شاہ الازھری، تفسیر در منثور، ج 2
- السیوطی، امام جلالالدین عبد الرحمان بن ابی بکر، تفسرا در منثور، مترجم پرف محمد کرم شاہ الازھری، ج 6، ، ضاالقرآن پبلشنزلا، 9

https://ahqaq.com/index.php/Journal/issue/view/8 ONLINE - ISSN- 3006-595X
Volume.3, Issue.4 (2025) PRINT - ISSN- 3006-5941

نومبر 2006،

- مولاناالحاج محمد احمد صاحب، درز قرآن، ج10،، ادارہ اشاعت قرآن اشاعت پنجم مئی 2001،
- جلال الدین، جلال الدین سواطی، کمالناترجمہ وشرح جلاا،، مترجم مولانا محمد تعمرچ صاحب، ج6،، مکتبہ رحمانیہ
- فضل الرحمان، سید، احسن البالن فی التفسر ش القرآن۔ ج 1،، زوار اکڈ1 می پبلشنزلا، اکتوبر 1992
- نجفی، مولاناسید صفدر حسین، تفسیر نمونہ، ج1،، مصباح القرآب ٹرسٹ مارچ۔ 2011، ص135
- سید فضل الرحمان، احسن البیان فی التفسیر القرآن، ج1، زوار اکیڈمی پبلیکیشنز، اکتوبر 1992، ص155،156
- ذاکر، عبدالکریم نایئک، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، دارالسلام، 1428ھ، ص64
- انوار الباکن فی کشف اسرار القرآن، جلد1، اشاعت، دسمبر 1997ء
- اصلاحی، صلاح الدین یوسف، حافظ، احسن البیان، 1420ء

حوالہ جات

[1]۔ الزخرف 56:43

[2]۔ ابن منظور، لسان العرب، ج، 11، ناشر ادب الحوذة 1405ھ، ص610

[3]۔ الشوری 11:42

[4]۔ اصفھانی، امام راغب، معجم مفردات الفاظ القرآن، ج،4، اھل حدیث اکادمی لاھور، س ند ادر، ص984

[5]۔ کیرانوی، وحید الزمان قاسمی، مولانا، القاموس الجدید،، ادارہ اسلامیات پبلشرز، ص844

[6]۔ عبدالحفیظ، مولانا، مصباح الغات، میر محمد کتب خانہ، 1950، ص805

[7]۔ اصلاحی، امین احسن، تدبر القرآن، ج، 1، فاران فاؤنڈیشن، ص130

[8]۔ شہید، سید قطب، فی ظلال القرآن، ج، 1، ادارہ منشورات اسلامی، طبع چہارم، اکتوبر 1998ء ص، 64،65

[9]۔ کیلانی، عبدالرحمان، مولانا، تیسیر القرآن، ج، 1،، طبع ہفتم، جمادی الاول 1426ء، ص50

[10]۔ تفسیر سعدی، ج1، ص949،950، تدبر القرآن، ج3، ص396

[11]۔ معارف القرآن، ج8، ص433

[12]۔ فی ظلال القرآن، ج6، ص376

[13]۔ تیسیر القرآن، ج3، ص480

[14]۔ ذاکر، عبدالکریم نایئک، ڈاکٹر، قرآن اور جدید سائنس، دارالسلام، 1428ھ، ص64

[15]۔الحج:73

[16]۔إنَّ مَثَلِي وَمَثَلَ الْأَنْبِيَاءِ مِنْ قَبْلِي كَمَثَلِ رَجُلٍ بَنَى بَيْتًا فَأَحْسَنَهُ وَأَجْمَلَهُ إِلَّا مَوْضِعَ لَبِنَةٍ مِنْ زَاوِيَةٍ ، فَجَعَلَ النَّاسُ يَطُوفُونَ بِهِ وَيَعْجَبُونَ لَهُ وَيَقُولُونَ هَلَّا وُضِعَتْ هَذِهِ اللَّبِنَةُ ، قَالَ : فَأَنَا اللَّبِنَةُ وَ أَنَا خَاتِمُ النَّبِيِّينَ

[17]۔بخاری، محمد بن اسماعیل، الصحیح البخاری، کتاب المناقب، باب خاتم النّبیین، حدیث:۳۵۳۴،۳۵۳۵

[18]۔صحیح بخاری،كِتَاب الْأَدَبِ، بَابُ رَحْمَةِ النَّاسِ وَالْبَهَائِمِ، رقم حدیث،6011 (النعمان بن بشير، يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم:" ترى المؤمنين في تراحمهم وتوادهم وتعاطفهم كمثل الجسد، إذا اشتكى عضوا تداعى له سائر جسده بالسهر والحمى)

[19]۔نووی، الجامع الصحیح المسلم مع مختصر شرح نووی، ج6، ص220

[20]۔معارف الحدیث، ج3، ص114، 115

[21]۔البقرہ۔26

[22]۔احسن البیان فی التفسیر القرآن، ج1، ص155، 156

[23]۔فی ظلال القرآن، ج1، ص70

[24]۔فی ظلال القرآن۔ج1، ص70

[25]۔العنکبوت:43

[26]۔تفسیر مظہری، ج7، ص303

[27]۔الاعراف، 176

[28]۔الانعام، 132

[29]۔المجادلہ:11

[30]۔الاعراف۔176